اقبال کے لیے سروجنی نائیڈو کا خراج تحسین

پروفیسر سمیع اللہ قریشی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

ڈاکٹر اگوری ناتھ چٹوپا دھیائے بنگالی برہمن تھے جنھوں نے سائنسی علوم میں 1877ء میں اڈنبرا سے ڈاکٹریٹ کیا اور حیدر آباد دکن میں مقیم ہوئے جہاں 1879ء میں ان کے ہاں سروجنی پیدا ہوئیں۔ انگلستان میں اس نابغہ خاتون نے اس زمانے میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی جب عطیہ فیضی بھی وہیں زیر تعلیم تھیں' اور اقبال بھی۔ اس روشن دماغ خاتون کی شادی ایک غیر برہمن ڈاکٹر نائیڈو سے ہوئی۔ سروجنی کے اپنے بقول شاعری اسے اپنے والدین سے ورثے میں ملی تھی۔ انگریزی زبان پر ان کی بے پناہ دسترس کا اعتراف ان کے ہم عصر انگریز فاضلین کو بھی تھا۔ حیدر آباد دکن کے گنگا جمنی مسلم کلچر اور روایات سے انھیں بہت محبت تھی جس کی گہری چھاپ ان کی خوبصورت اور مرصع شاعری پر بھی ہے۔ ان کے زیادہ تر استعارے مسلم ثقافت سے ماخوذ تھے۔ ہرچند کہ ان کی گفتگو اور تحریر و تقریر کا عمومی محاورہ انگریزی زبان ہی تھا' تاہم وہ اردو زبان میں بھی تقریر کر سکتی تھیں اور مناسبت کے ساتھ خصوصاً" اقبال کے اردو اور فارسی اشعار پیش کیا کرتی تھیں جن سے انھیں ایک طرح کی انسیت تھی۔ وہ اقبال کی بے پناہ صلاحیتوں کی قائل تھیں۔ ان کی کمال درجے کی شعری صلاحیتوں کے باعث ہندوستان بھر میں انھیں "بلبل ہند" کہا جاتا تھا۔ آخر تک اپنے سیاسی رویے میں وہ کانگرس سے وابستہ رہیں اور تا آخر ہندو مسلم اتحاد کا دم بھرا۔ انھیں حیدر آباد دکن کی جداگانہ اور منفرد شناخت ہمیشہ عزیز رہی۔

قیام انگلستان کے دوران میں چونکہ سروجنی اور عطیہ ہی دو حد درجہ ذہین اور روشن خیال ہندوستانی خواتین تھیں جو اقبال کے شعری افکار کو سمجھ کر ان کی تحسین کر سکتی تھیں' اس لیے اقبال انھی کو اپنے تازہ اشعار بھجوایا کرتے تھے جس سے دونوں اپنے آپ کو ایک دوسرے کی کسی قدر حریف بھی سمجھنے لگی تھیں۔ جون 1907ء میں جب اقبال کیمبرج میں تھے' اعلیٰ سوسائٹی کی ایک خاتون کے ہاں بہت سے پڑھے لکھے لوگ مدعو تھے۔ یہیں ایک گوشے میں اقبال اور عطیہ محو گفتگو تھے کہ اچانک بہت ہی بنی سجائی سروجنی اندر داخل ہوئیں اور سیدھی اس میز پر پہنچیں جہاں اقبال اور عطیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ انھوں نے آتے ہی کہا دیکھو اقبال! میں صرف تمھارے لیے یہاں آئی ہوں۔ اقبال نے اس قدر افزائی کے لیے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا' مگر یہ حادثہ اس قدر فوری اور اچانک ہے کہ مجھے تعجب ہوگا اگر میں اس کمرے سے زندہ باہر جا سکوں گا۔

دسمبر 1911ء میں اقبال نے عطیہ کو اپنی چند نظمیں اس تاکید کے ساتھ بھجوائیں کہ انھیں

سروجنی کو بھی ضرور دکھایا جائے تو عطیہ نے جواباً" اقبال کو یہ لکھا کہ اسے آپ کی نظمیں دکھانے سے فائدہ' جبکہ وہ اردو بھی نہیں جانتی۔ مگر شاید یہ یا تو عطیہ کی غلط فہمی تھی یا یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے اندر کی عورت بول رہی تھی۔ بہرحال' تینوں کے مابین ذاتی احترام ہمیشہ برقرار رہا۔

سروجنی ایک دفعہ شاید اس خیال سے کہ ممکن ہے گاندھی کی شخصیت کا طلسم اقبال کو بھی اپنی گرفت میں لے سکے' انہیں مہاتما کے ہاں لے گئیں اور انہیں پچاس منٹ تک الگ باہمی گفتگو کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جب اقبال باہر آئے تو سروجنی کے استفسار پر کہ یہ ملاقات کیسی رہی' انہوں نے صرف اتنا کہا: "یہ شخص خوراک وغیرہ میں احتیاط کے بارے میں خوب آگاہ ہے' اسی لیے صحت اچھی ہے' اس کے سوا تو کوئی خوبی مجھے اس میں نظر نہیں آئی۔" گاندھی کے بارے میں اقبال کی اس رائے کے اظہار پر سروجنی کو ضرور مایوسی ہوئی ہوگی۔

رائل انڈین سوسائٹی آف لنڈن نے 1931ء میں گول میز کانفرنس کے موقع پر لندن میں اقبال اور سروجنی' دونوں کو اپنے ہاں مدعو کیا۔ چنانچہ اس نشست میں دونوں نے اپنی اپنی نظمیں سنائیں اور داد تحسین حاصل کی۔ 1936ء میں جب ایک مرتبہ سروجنی نائیڈو لاہور آئیں تو اقبال سے ملاقات کے لیے ان کے گھر بھی گئیں۔ اتفاق سے مظفر حسین شمیم اور چراغ حسن حسرت پہلے سے وہاں موجود تھے۔ پھر یہ دونوں حضرات تو باہر کے کمرے میں بیٹھے رہے اور سروجنی اور اقبال اندر نشست گاہ میں دیر تک مصروف گفتگو رہے۔ اس روز اپنی طبیعت کی ناسازی کے باوجود اقبال نے خود اٹھ کر سروجنی کا استقبال کیا اور رخصت ہوتے وقت موٹر تک الوداع کہنے بھی گئے۔ پھر واپس آکر دیر تک اقبال' سروجنی نائیڈو کی تعریف کرتے رہے۔

جوانی کی عمر میں ہی سروجنی کے تین انگریزی مجموعہ ہائے کلام The Bird of Time ——— The Golden Threshold ——— The Broken Wing شائع ہوچکے تھے۔ آخری مجموعہ 1917ء میں (The Broken Wing) 1915-16ء کے دوران کی گئی نظموں پر مشتمل Songs of Love, Death & Destiny کے نام سے شائع ہوا۔ اسے لندن کے اشاعتی ادارے William Heine Man نے بہت خوبصورتی سے طبع کیا تھا۔ اس شعری مجموعے کا انتساب ان لفظوں میں کیا گیا ہے:

To The Dream of Today

And

The Hope of Tomorrow.

نیچے حیدرآباد دکن 10 اگست 1916ء مرقوم ہے۔ 108 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں دو چار جگہ کی اغلاط کو سروجنی نے اپنے قلم اور کالی روشنائی سے خود درست کیا ہے۔ کتاب کے پہلے خالی ورق پر انہوں نے اپنے جلی اور واضح سواد خط میں اپنی یہ کتاب اقبال کو پیش کرتے ہوئے یہ الفاظ لکھے ہیں:

To
Muhammad IQBAL,
The Golden Voice of Muslim Renaessance - in Homage to his Genuis
From Sarojini Naidu
Hyderabad 22nd August 1917

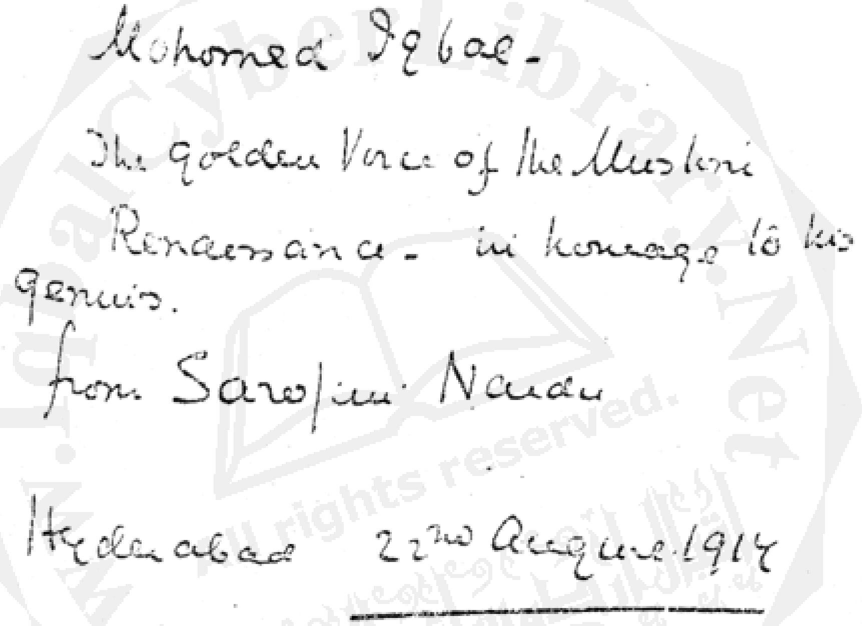
Mohomed Iqbal.
The Golden Voice of the Muslim Renaessance - in homage to his genius.
from Sarojini Naidu
Hyderabad 22nd August 1917

(سروجنی نائیڈو کی اصل تحریر کی عکسی نقل)

قبل ازیں محمد عبداللہ قریشی، نظر حیدر آبادی اور بعض دیگر حضرات کے مضامین سے یہ اطلاع تو ملتی ہے کہ سروجنی نے 1917ء کا اپنا انگریزی مجموعہ کلام اقبال کی خدمت میں 1917ء ہی میں بھجوایا لیکن یہ کسی کو علم نہ تھا کہ کتاب پیش کرتے ہوئے سروجنی نے اقبال کو کن الفاظ میں یاد کیا تھا۔ 1995-96ء میں جب مجھے اسلامیہ کالج لاہور کی سربراہی کا اعزاز حاصل ہوا تو اس کی قدیم لائبریری کی خستہ کتب کے ذخیرے سے مجھے اتفاقاً" یہ کتاب بوسیدہ حالت میں دستیاب ہوئی جو اقبال کی وصیت کے مطابق ان کے ذاتی ذخیرۂ کتب سمیت اسلامیہ کالج کو عطیہ ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اقبال، سروجنی نائیڈو کے اس شعری مجموعے کے مطالعے سے بے حد محظوظ ہوئے اور اس پر اپنے گہرے تاثرات کا اظہار انھوں نے فوراً" ہی فارسی میں تین اشعار کہہ کر کیا جو لکھنؤ سے شائع

ہونے والے ادبی مجلّہ "مرقع" کی اگست 1917ء کی اشاعت میں پہلی دفعہ شامل ہوئے۔

یا رب از غارت گل بر دل نرگس چہ گزشت
دست بی طاقت و چشم نگرانست او را
شبنم و لالہ و گل اشک نگہ آلودش
گریہ بر محنت خونین جگرانست او را
خیز و پر زن کہ دریں جلوہ گہ نکہت و رنگ
طائرے نیست کہ پرواز گرانست او را

یہ شعار اقبال کے کسی باقاعدہ مجموعہ میں تو شامل نہیں البتہ صفحہ 272 پر باقیات اقبال میں موجود ہیں۔

1938ء میں ایک تحریک کے تحت لاہور کے تتبع میں اہل حیدر آباد نے بھی اقبال کی زندگی میں یوم اقبال کا انعقاد کیا۔ سروجنی نائیڈو اتفاق سے ان دنوں حیدر آباد میں تشریف نہیں رکھتی تھیں۔ جب انہیں دعوت شرکت موصول ہوئی تو انہیں اس یادگار اجلاس میں بوجوہ عدم شرکت پر بہت افسوس ہوا، تاہم انہوں نے اس محبت و اخلاص اور سپاس گزاری کے احساس میں جو انہیں ہمیشہ اقبال کی ذات سے رہا تھا، اپنا پیغام بھجوا دیا۔ انہوں نے کہا تھا:

> "میں اپنے بہترین دوست اقبال کو ہندوستان کی نشاۃ ثانیہ کا عظیم ترین شاعر سمجھتی ہوں۔ اس شاعر کے اردو، فارسی شعری کارنامے ہندوستانی قوم کے زبردست راہبر ثابت ہوں گے۔"

ایک پرانے اور گہرے دوست کے لیے سروجنی نائیڈو کے یہ الفاظ بے شک ایک ایسی پیش گوئی ثابت ہوئے جو سچ ہو کر رہی۔

✢ ✢ ✢

مصادر

1- باقیات اقبال		محمد عبداللہ قریشی
2- اقبال اور حیدر آباد		نظر حیدر آبادی
3- معاصرین اقبال کی نظر میں		محمد عبداللہ قریشی
4- اقبال کے آخری دو سال		ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی
5- اقبال کے خطوط' عطیہ کے نام		ضیاء الدین احمد برنی
6- The Broken Wing		سروجنی نائیڈو
(اقبال کو پیش کردہ اصل نسخہ)
7- چند یادیں چند تاثرات		ڈاکٹر عاشق حسین بٹالوی

+ + +

THE MUSLIM WORLD

A JOURNAL DEVOTED TO THE STUDY
OF ISLAM AND OF CHRISTIAN-MUSLIM
RELATIONSHIP IN PAST AND PRESENT

Founded in 1911
Sponsored by Hartford Seminary since 1938.

Offers a variety of articles on Islamic Theology, Literature, Philosophy and History. Dedicated to constructive inter-religious thought and interpretation. Book reviews. Current notes. Survey of periodicals.

Annual Subscription Rates: Individuals, U.S. $18.00
Institutions, U.S. $25.00
Air Mail: Please add $12.00
(Please draw checks on U.S. bank or use international money order.)

Please make checks payable to *The Muslim World* and mail to
The Muslim World
77 Sherman Street
Hartford, Connecticut 06105, U.S.A.

Published by
The Duncan Black Macdonald Center
at Hartford Seminary